The Gospel Coalition: The "New Calvinism's" Attack on the Bible and Its Epistemology

by Stephen M. Cope

کیوں کہ اگر ہم جسم میں چلتے ہیں تو ہم جسم کے طور پر لڑتے بھی ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ ہم خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کو ڈھا دیں۔ ہم تصوروں کو ڈھا دیتے ہیں۔ بلکہ اِک بھلائی کو جو خدا کی پہچان ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں۔ تو ہم ہر ایک دشمن کو قید کر کے مسیح کے تابع بنا دیتے ہیں۔ ہم تیار ہیں کہ جب آپ کی فرمانبرداری پوری ہو تو ہم ہر طرح کی فرمانبرداری کا بدلہ لیں۔

نمبر 3۔ حق تصنیف 20003 جان ڈبلیو رونز پوسٹ آفس بکس نمبر 68 یونیکوئی

ٹینیسی 37692۔ جنوری فروری 1983

ای میل: tjtriniyfound@oal.com

ویب سائٹ: www.trinityfoundation.com

ٹیلی فون: 4237430199۔ فیکس۔ 4237432005

انجیلی اتحاد: ''نیو کیلوزم'' کا بائبل اور اِس کے خطوط (اسقفی) پر حملہ

منجانب اسٹیفن ایم۔ کوپ

اسٹیفن ایم۔ کوپ نے تاریخ (ہسٹری) میں بی۔ اے، اور چرچ ہسٹری میں ایم۔ اے کیا ہوا ہے، اور ساؤتھ کیرولینا، گرین ویلی میں بوب جونز یونیورسٹی اور سیمنری سے چرچ ہسٹری اور الہیات میں پی ایچ، ڈی کے لیے اپنے بہت بہت سے کورسز کو مکمل کیا ہے۔ وہ اب ساؤتھ کیرولینا، گرین ویلی میں سکونت پذیر ہے جہاں وہ اب مفت مصنف کے طور پر کام کرتا ہے۔

ایمان کے لیے لڑائی یا ابتداء کے لیے مصالحت

سن 1800 میں ہر امریکی ایونجیلیکل پروٹسٹ ازم نسل اور اک کیے گئے الہیاتی حملوں اُن کے دور کے روحانی بحرانوں کے خلاف مشترکہ مقصد کے لیے مبشروں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کر چکی ہے۔ 1700 کی دہائی کے اخیر میں، جوناتھن ایڈ روڈز کے طالب علموں، جس میں اُس کا اپنا بیٹا، جوناتھن ایڈرڈ شامل تھا، اُنہوں نے الہیاتی تحریک کو آگے بڑھایا جو نئی الہیاتی لوگوں کے طور پر جانی جاتی تھی۔ اُن کا بیان کردہ مقصد معقولیت اور روشن خیالی کے لیے لڑائی کرنا تھا جس کے ساتھ وہ قدیم کیلون ازم کے اپنے غیر رسمی فادرز کے ساتھ جاگ اُٹھنے کی حیاتِ نو کے لیے اپنے حالیہ تجربات کے ساتھ مصالحت کی کوشش کر رہے تھے۔ اُن کی اُمیدیں 1700 کی دہائی کے نئی صدی میں داخل ہونے کے حیاتِ نو کی پیشگی تھیں جو اُن کے سامنے تھی تا کہ وہ نئی امریکن جمہوریہ کے لیے دیندار آبادی کو ترقی دے سکیں۔ اُن کی تحریک نے کیلونسٹس کے نئے سکول جنم دیا (اور بعد میں پریسبائٹرین کے نئے سکول کو) جن کا یقین تھا کہ دونوں حیاتِ نو اور سماجی اصلاح کو ہمیشہ کے لیے جاری رکھنا اُس قومی درجے کے لیے جس کی اُس پر ترجیح دی گئی جس کا اُنہوں نے پُرانے کیلونسٹ کے سکول جیسے کہ آرچی بیلڈ، چارلس ہوج، اور رابرٹ لوئیس ڈیبنی کے ذریعے تقاضا کردہ غیر ضروری تعلیمی درستگی کو قیاس کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا۔ نیو سکول پریسبائٹرین کی قیادت لیمین بیچر، البرٹ برناس، جارج ڈفیلڈ اور شاید اِس تحریک کے مشہور ایڈوکیٹ، چارلس فینی جیسے لوگوں نے کی۔ ان لوگوں نے اس

چیز کو برقرار رکھا کہ بائبل کی آرتھوڈکسی اتنی اہم نہیں ہے جتنی قومی ترتیب کے لیے کروسیڈ اور کامل معاشرے کے مقصد کی پیشگی اہم ہے۔ اس نیو سکول کیلوینسٹس کے بہت سے لوگ انسدادِ غلامی تحریک، ضبطِ نفس تحریک، اصلاحی کام کی تحریک، اور امریکہ میں بچوں سے مزدوری کروانے کے خاتمے کی تحریک میں شامل تھے۔ بالکل یہی جوش وجذبہ 20ویں صدی میں "نیو ایونجیلیکل" کے آنے کے میں پایا جاتا تھا جن کا یقین تھا کہ مسیحی مذہب کی بنیاد مخالفِ نظریہ عقلیت کے ساتھ بغل گیر ہوئی اور اُس نے سماجی اصلاحی پروگرامز کی ضرورت کو رد کیا جس پر اُن کا یقین تھا کہ یہ جدید خیالات کے حامیوں اور نیو آرتھوڈکسی کو حتمی طور پر شکستِ فاش دے گی۔ اگرچہ ان تحریکوں میں ہر ایک فرق فطرت اور وسعت کے طور پر سامنے آئی، ان تینوں (نئی الٰہیات، نیو کیلوزم سکول، اور نیو ایونجیلیکل ازم) بیان کرتی ہیں کہ کیسے امریکن ایونجیلیکل ازم نے اس اتحاد کا تعاقب کیا، جیسے پیشگی کے لیے نیٹ ورک جو اس کی الٰہیات اور اخلاقی اعتقادات سے بُرائی کی لہر کو روکتا اور جمہوریہ میں بیرونی مذہب کے مقصد کو ترقی دیتا تھا۔ اب، یہ کہ ہم 21ویں صدی کے 13 سالوں میں ہیں، ہمیں ایونجیلیکل کے ایک مرتبہ پھر تشکیل پانے پر حیران نہیں ہونا چاہیے اب ایک اور اتحاد جو پوسٹ ماڈرن ازم کی اُٹھنے والی لہر کا مقابلہ کرتا ہے۔ انجیلی اتحاد اکیسویں صدی کے مبشروں کی تازہ ترین کوشش ہے کہ وہ امریکی کلیسیا میں ایک نئے متحدہ منظر کو پیدا کریں۔

مئی 2007 میں اُن کی پہلی قومی کانفرنس کے وقت سے، انجیلی اتحاد (ٹی جی سی) کا اثر جلدی سے ایونجیلیکل پروٹسٹ ازم میں پھیل چکا ہے۔ راہنماروں کے کوناں کوں ذخیرہ کے تحت جس میں ڈاکٹر۔ ٹیموتھی کیلر جن کا تعلق امریکہ میں پریسباٹرین چرچ (پی سی اے) کے ساتھ ہے، ڈاکٹر۔ ڈی۔ اے۔ کیرسن جن کا تعلق ایونجیلیکل الٰہیاتی سکول کے ساتھ ہے، جان پائپر، ایڈرووڈ کے حمایتی اور ایک مشہور بپٹسٹ پاسٹر ہیں اس میں شامل ہیں، اس کے ساتھ اکیسویں صدی کی الٰہیات کے میں، مارک ڈرسکول، جو درحقیقت ایک پوسٹ ماڈرن ایونجیلیکل ہے، جو "خس پاسٹر" کے طور پر جانا جاتا ہے شامل ہے، ان لوگوں کا اتحاد الیہاتی اور عقیدائی روایات کا غیر معمولی مجموعہ ہے جو اس بڑھتی ہوئی تحریک میں شامل ہے جس کا اثر دوررس اور تیزی سے پھیل رہا ہے۔

یہ اتحاد بذاتِ خود بنیادی طور پر کیلر، نیویارک سٹی میں رڈیمر پریسباٹرین چرچ کا مشہور پاسٹر، اور ماہرِ الٰہیات کیرسن کا یگانہ ذہن تھا۔ اس کے منظم ہونے کے بعد، دونوں آدمیوں نے زمریکہ کی بعد میں ہونے والی دوسری جنگ عظیم میں نئی ایونجیلیکل ازم کی روایت میں ایونجیلیکل کلیسیاؤں کو دوبارہ منور کیا۔ یہ دو آدمی جن کے ساتھ پائپر، فلپ ریکن (جو اُس وقت فلاڈلفیہ میں ٹنتھ پریسباٹرین چرچ کا سینئر منسٹر تھا، جس نے ڈاکٹر۔ جیمس ایم۔ بوئس کے وسیلہ خدمت کی تھی)، ڈرسکول اور پی سی اے کا مشہور ومعروف پاسٹر ڈاکٹر۔ لیگون ڈنکین (جو اب ریفارمڈ الٰہیاتی سیمنری کا چانسلر ہے) انہوں نے نئے ایونجیلیکل نیٹ ورک کو قائم کرنے کے لیے طاقتوں کی جستجو کے لیے اکٹھ کیا۔ 200 میں، یہ لوگ اور نمایاں ایونجیلیکل راہنماؤں سے ملے تاکہ اپنے نئی تجویز کی قبولیت کے لیے اُن کو دلیل پیش کر سکیں۔ وہ جنہوں نے آسانی سے اِس نظریہ کو قبول کر لیا، اور 2006 میں، وہ دوبارہ ٹی جی ایس کانفرنشل سٹیٹمنٹ اور منسٹری کے لیے الٰہیاتی وژن کے ڈرافٹس کو حتمی شکل دینے کے لیے ملاقات کی۔

----

28 مارچ 2012 پر، جی سی کی اعلان کی گئی ویب سائٹ کہ مارک ڈرسکول اپنی ذاتی وجوہات کی بناء پر جی سی کی ایگزیکٹیو کونسل سے استعفیٰ دے رہے ہیں۔ دیکھیے:

http://thegospelcoalition.org/blogs/tgc/2012/03/28/driscoll-steps-down-from-tgc-council/.

انجیلی اتحاد کی تاریخ کو دیکھیے: http://thegospelcoalition.org/about/history.

یہ مضمون 2007 میں ہونے والی پہلی قومی کانفرنس کے بڑے واقعیات کی تفصیلات مہیا کرتا ہے۔

دیکھیے: http://thegospelcoalition.org/about/history.

ٹی جی سی کی موجودہ ایگزیکیٹو کونسل کی رُکنیت اس تحریک کی حقیقی تفریق کو عیاں کرتی ہے۔ رکنیت کی صف بندی روایتی ایونجیلیکل عقیدوں سے لیکر لیفٹ ونگ پوسٹ ماڈرن ایونجیلیکلز تک ہے۔ روایت پسند جس میں جنوبی بپٹسٹ البرٹ موہلر، جو لوئیس ویلی میں جنوبی سیمنری کے صدر ہیں، اور مارک ڈیور، جو واشنگٹن ڈی۔سی میں کیپٹل ہل بپٹسٹ چرچ کے پاسٹر ہیں، اور ڈاکڑ۔ لیگون ڈنکین اور رچرڈ فلپس آف پی سی اے ہیں وہ شامل ہیں۔ مزید اعتدال پسند رُکن جن میں ریفارمڈ کے ساتھ کیرزمیٹک شامل ہیں جیسے کہ سی۔ جے مہینی، یشوعا اور جان پائپر شامل ہیں جو تحریک کے دونوں بپٹسٹ اور کیرزمیٹک کی دونوں جانب ہیں۔ پوسٹ ماڈرن ایونجیلیکلز کی نمائندگی ٹم کیلر اور کیون ڈی ینگ کی جانب کی گئی ہے۔ ایسے راہنماوں کے ساتھ، کوئی ایک الٰہیاتی روایات کے امتیاز کا تصور کرسکتا ہے جو ٹی جی سی کو تشکیل دیتی ہیں۔ کانفرنسز کے علاوہ، ٹی جی سی دو بنیادی دستاویزات کو تیار کرچکی ہے جو اس کے پختہ اعتقادات، مقاصد، منصوبوں اور مشن کو بیان کررہے ہیں۔ یہ دونوں دستاویز متفقہ طور پر اجنبی ہیں، لیکن اُن کے نظریات ایونجیلیکل امریکہ کی غلط فہمی دور کرنے کیساتھ جنگل میں آگ کی مانند پھیل گئے جو پوسٹ ماڈرن دُنیا کی چوٹ کے ساتھ متوجہ ہونے کی تلاش کے لیے آئے۔ ٹی جی سی کے کانفرنشل بیان (سی ایس سُننے کے بعد) کو کیرسن اور کیلر کی جانب سے تھیالوجیکل وژن آف منسٹری کے ذریعہ لکھا گیا تھا۔ سی ایس اس مبہم اور غلط طور پر بیان کی جانے والی الٰہیاتی تعریفوں کے دہرائے جانے کی نسبت جس پر ایونجیلیکلز کا کئی دیہائیوں تک مذاق اُڑایا جاتا رہا اُس نے تھوڑے معنی خیز ہونے پر زور دیتا ہے۔ تب یہ کیلونسٹک اثر کا کیا عکس پیش کرتا ہے، سی ایس نان کیلونسٹس اور دیگر الٰہیاتی روایات کے لیے ڈانٹ ڈپٹ والے کمرے کو چھوڑتا ہے جو خطرناک کام میں شامل ہو چکا ہے۔ بہر حال، ٹی وی ایم مزید افسانوی پہلو کو بیان کرتا ہے جو آہستہ آہستہ ایونجیلیکل ازم کے رنگ ڈھنگ میں آرہا ہے۔ یہ دستاویز تشریحی طور پر (اگر کوئی چیز بغیر کسی نظام کے ہو) ٹی جی سی میں بہت سے پاسٹروں کی فکروں کو بیان کرتی ہے جس کے لیے ایونجیلیکل چرچ دونوں فلسفیانہ اور تہذیبی طور پر نئی پوسٹ ماڈرن دُنیا سے مخاطب ہونے میں ناکام رہی۔ ٹی وی ایم کو دونوں تعلیم اور عمل میں ایونجیلیکلز کے درمیان اتحاد پر زور دیتے ہوئے تجدید کے لیے بُلایا گیا، اور معاشرتی مسائل سے مخاطب ہوتے ہوئے نئے توجہ کے مرکز کی پیش کش کی، اور اس میں موجودہ زمانے کی گوناں گوں مذہبی پس منظر کے لیے بڑی بردباری کو ترقی دی

۔

دیکھیے: http://thegospelcoalition.org/about/history. جبکہ دونوں کیلر اور کیرسن نے ہر دستاویز کے اصل ڈرافٹ کو تحریر کیا، جو 2006 کولوکیوم پر اختیار کی گئی معنی خیز نظر ثانی تھی۔

ٹی وی اہم نے ماضی میں پروٹسٹنٹ کے لیے مُبہم اصطلاحات میں خراج عقیدت پیش کیا، لیکن یہ دستاویز بیان آگے بڑھنے کی خواہش کو جو اس روایتی پروٹسٹنٹ کے نظریات سے بالاتر ہے اُسے آگے بڑھانے کی خواہش تھی تاکہ آج کے دور کے نئی الٰہیاتی چیلنجز کا سامنا کیا جا سکے۔

سطحی طور پر، دونوں سی ایس اور ٹی وی ایم کا مواد ہم عصر ایونجیلیکل کی فکروں کے لیے یقیناً اپیل کرے گا۔ لیکن ان دستاویز کی بہت محتاط اور الٰہیات کا درست جائزہ یہ عیاں کرے گا کہ درحقیقت یہ آدمی ایمان کی بنیاد کے چوگرد ایونجیلیکل کو نئے سرے سے جوڑنہیں رہے تھے، جو پوسٹ ماڈرن ازم کی اُٹھتی ہوئی دھمکی کی مخالفت کررہے تھے، اِس کی بجائے وہ پوسٹ ماڈرن ازم کے نمونے میں فٹ ہونے کے لیے ایونجیلیکل الٰہیات کو مکمل طور پر دوبارہ تحریر کررہے تھے۔ یہ مضمون ان دستاویز پر الٰہیاتی اور فلسفیاتی دعویٰ کرنے والوں کی پرکھ کرے گا اور اُن نظریات کا جن کی منادی ٹی جی سی کے راہنماؤں سے کی گئی یہ احاطہ کرنے کے لیے کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ ایمان کے لیے حقیقی مواد یا بائبل اور اس کی تحریروں کی مکمل دست برداری کا عکس پیش کریں گے۔

بنیادی ظاہری تناسب: انسان کے خدا کے بارے علم رکھنے کے لیے بائبل کا نظریہ۔

ابتداء میں ایسا مطالعہ، غیر معینہ صورتوں اور تصور پیش از وقوع کو سامنے لانا ضروری ہے، یہ ہماری ٹی جی سی کی پرکھ کرنے میں راہنمائی کرے گا۔ لکھاری دو

بنیادی اصولوں کو پکڑے ہوئے ہے جو اس مطالعہ کے لیے راہنمائی کریں گے۔ 1۔بائبل خدا کا کلام ہے، الہامی، بے خطا، غلطیوں سے مبرا اور ایمان اور اعمال کے تمام معاملات میں با اختیار ہے۔2۔ اِس مطالعہ کا بنیادی الٰہیاتی فریم ورک تعلیم کا ایسا نظام ہے جو ویسٹ منسٹر کنفیشن آف فیتھ اور اس سے متعلقہ مسیحی تعلیم کا حامل ہے۔ اسی لیے، یہ قیاس کرنا بالکل موزوں ہے کہ یہ تصور پیش از وقوع خیالات مصنف کی ٹی جی سی دستاویز پر کی جانے والی تشریح اور تجزیہ پر اثر ڈالے گا۔ ایک اور بنیادی تصور پیش از وقوع خیال آغاز ہی سے قائم کیا گیا ہے۔ بہت سارے الٰہیاتی معاملات کوٹی جی سی میں پائے جانے والی دستاویزات میں بحث کیے گئے ہیں جو پوسٹ ماڈرن ازم کے بے اعتمادی کے تصور پر مرکز نگاہ بنانے کے لیے الٰہیاتی جوابات ہیں کہ یہاں یہ یقینی ہے یا خارجی طور پر انسانی علم کے اندر ہیں، خاص طور سے جیسے ان کا تعلق ایمان اور وجہ رکھنے والے معاملات کے ساتھ ہے۔ اسی لیے، ان معاملات میں سے کچھ کا موزوں پس منظر دینے کے معاملے میں، میں انسان کی خدا اور اُس کی سچائی کے علم کے بائبلی نظریہ کی پیشکش ہو اختصار کے ساتھ بیان کرونگا۔ یہ مختصر بات چیت اُن سوالات کے لیے جن کا تعلق متفرق طور پر مسیحی تحریروں سے ہے اُس کے تشریحی مطالعہ کی اجازت نہیں دے گا، بلکہ یہ مختصر کلیدی کلام کے اقتباسات کو پیش کرے گا جو انسان کے خدا اور سچائی کے علم سے متعلق ہے۔

دونوں پُرانا اور نیا عہدنامہ کے اقتباسات واضح طور پر یہ بیان کرتے ہیں کہ خدا نے انسان کو اپنی شبیہ پر پیدا کیا، اور اِس صورت کا ضروری حصہ ذاتی تعلقات کی اصطلاحات میں خدا کو جاننے کی قابلیت ہے۔ حقیقت جسے بائبل بیان کرتی ہے یہ کہ خدا کا اپنے آپ کا انسان کے لیے مکاشفہ ہے، اور بائبل کا خدا کے اُس کے اپنے چنیدہ لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنے کے عہد کا لگاتار موضوع ہے کہ انسان تجویز کردہ اصطلاحات میں خدا کو جاننے کی قابلیت کا مالک ہے۔ بائبل یہ بھی سکھاتی ہے کہ گناہ اِس صورت کے ساتھ بیاہا گیا ہے، جو بہت سے طریقوں سے خدا کو جاننے کی انسانی قابلیت کو روکتا ہے۔ تاہم، انسان کے دل میں ایمان اور روحانی زندگی کو پیدا کرنے میں روح القدس کے کام کے بغیر، انسان خدا کو درحقیقت جان نہیں سکتا، اور اپنی مرضی سے خدا کو جاننے کا انتخاب نہیں کرسکتا۔ بہرحال، بائبل بہت بہت واضح ہے، کہ خدا، اگرچہ غیر فانی، ابدی اور اپنی صورت اور صفات میں ناقابلِ تبدیل ہے (ڈبلیو ایس سی، سوال۔4)، جسے عقلی دعووں سے انسان جان سکتا ہے۔ لیکن فطرتی طور پر یہ سوال کھڑا ہوتا ہے کہ جن ذریعوں سے انسان خدا کو جان سکتا ہے؟ وقت اور کشادگی اس سوال کے تھکا دینے والے مطالعہ کی اجازت نہیں دیتے، بلکہ اِس مضمون کی وسعت ایسی وضاحتی پرکھ کا تقاضا نہیں کرتا۔ آئیں چند اقتباسات کا قیاس کرتے ہیں جو انسان کے خدا کے بارے جاننے کے علم کی بات کرتے ہیں۔ پہلا نوٹ کیا جانے والا اقتباس 1 یوحنا 4:1۔2 ہے۔ درحقیقت، یہ آیات ٹی جی سی کی الٰہیات کے اِس تجزیے کو پیش کرنے کی بڑی وجہ ہے۔ غور کیجیے کہ درحقیقت رسول روح القدس کی تحریک کے ساتھ کیا لکھتا ہے: ''اے عزیزو! ہر ایک روح کا یقین نہ کرو بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دُنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔'' غور کیجیے کہ خدا نے محض کلیسیا کی قیادت کا حکم نہیں دیا، بلکہ ہر مسیحی کی ہر روح کا حکم دیا ہے جس کا وہ سامنے کرنے کا احاطہ کرتا ہے کہ یہ روح خدا کی طرف سے آتی ہے یا کسی بُرائی کی طرف سے۔ وجہ کہ ہمیں ہر روح کی آزمائش کرنی ہے کہ، روح القدس ہمیں ایسا کرنے کے لیے کہتا ہے، کیونکہ اب دُنیا میں بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمیں کیسے روحوں کی آزمائش کرنی ہے، خاص طور پر جب جب ہم روح کو نہیں دیکھ سکتے، یا یہ نہیں جان سکتے کہ یہ کون ہے؟ خدا جانتا ہے کہ یہ سوال منطقی طور پر ہمارے ذہنوں میں اُٹھتا ہے، اور وہ اگلی آیت میں اس کا جواب دیتا ہے: ''خدا کے روح کو تُم اس طرح پہچان سکتے ہو کہ جو کوئی روح اقرار کرے کہ یسوع مسیح مجسم ہو کر آیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔'' ہمیں اس آیت سے دو کلیدی نقاط پر غور کرنا ہے: پہلا، یوحنا لکھتا ہے کہ ہم اِس طرح جان سکتے ہیں کہ اگر یہ روح جس کا ہم سامنا کر رہے ہیں خدا کی طرف سے ہے یا یہ خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ یہ نقطہ سمجھنے کے بہت بنیادی ہے۔ خدا نے اپنی کلیسیا کو سچائی کے لیے گواہی کے بغیر نہیں چھوڑا، اور خدا نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ ہم سچائی کو جان سکتے ہیں۔ دوسرا، اُن ذرائع پر غور کریں جن کے وسیلہ ہم سچی روح کا جھوٹی روح سے امتیاز کر سکتے ہیں، اُس تعلیم کے وسیلہ جس کا وہ اقرار کرتا ہے۔ کیسے کوئی یہ جانتا ہے کہ اگر یہ روح خدا کی طرف سے ہے؟ یہ روح سچائی کے ساتھ اقرار کرے گی یسوع کے کام اور اُس کی شخصیت کے بارے اور یہ کلام کی تردید نہیں کرے گی۔ اور کہاں سے کوئی

ایک یسوع مسیح کے سچے علم اور اُس کے بچانے والے کام کی تلاش کرتا ہے ؟ ایک تن تنہا ذریعہ جس سے آدمی اور عورتیں انجیل کو جان سکتی ہیں یہ پاک کلام ہے ۔صرف بائبل ہمیں غلطیوں سے مبرا یسوع مسیح کے انسان کو چھڑانے کے تعلق کو دیتی ہے، اور جو خدا اور انسان کے درمیان واحد ثالث ہے، اور صرف یہی سچائی کی با اصول مخصوص اجازت دیتی ہے۔

ایک اور کلیدی اقتباس کو جس کا تعلق انسان کے خدا کے بارے جاننے کے علم کے باطنی پہلو کے متعلق ہے یہ 1 کرنتھیوں 2: 14 میں پایا گیا ہے۔ اس پر غور کیجیے جو پولس سچے علم کی فطرت کے بارے لکھتا ہے: ''مگر نفسانی آدمی خدا کے روح کی باتیں قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ اُس کے نزدیک بیوقوفی کی باتیں اور اور وہ اُنہیں سمجھ نہیں سکتا کیونکہ وہ روحانی طور پر پرکھی جاتی ہیں۔'' نفسانی آدمی، ایک شخص ایسا شخص جس نے روح القدس سے نیا جنم نہیں لیا، وہ خدا کے بارے کسی سچائی کو قبول نہیں کر سکتا کیونکہ ایسی سچائی روحانی ہے اور اسے صرف روحانی طور پر سمجھا اور پرکھا گیا ہے۔

خدا کا سچا علم فطرتی طور پر روحانی ہے، اور روح القدس کی جانب سے ہمیں خدا کی روحانی سچی سمجھ دیے بغیر، ہم خدا کو درحقیقت ان نہیں سکتے ہیں۔ تاہم، نئے سرے سے پیدا ہونے والا شخص خدا کے سچے علم کو کبھی قبول نہیں کرے گا، بلکہ وہ جو خدا کے روح کے وسیلہ نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں وہی خدا کو سچے طور پر جان سکتے ہیں۔

تیسرے، خدا کا سچا علم، زمین پر ہمارے ساتھی انسان اور تجویز کردہ زندگی۔

رومیوں 10:10 میں پولس کے بیان کا قیاس کیجیے: ''کیونکہ راستبازی کے لیے ایمان لانا دل سے ہوتا ہے اور نجات کے لیے اقرار منہ سے کیا جاتا ہے۔'' نجات کا کامل انسان کی روح سے شروع ہوتا ہے (انسان کے دل کے ساتھ جو ایمان رکھتا ہے)، یہ کہ نجات کا کام منہ سے اقرار کرنے کے ساتھ عیاں ہوتا ہے۔ اور یہ اقرار کیا ہے؟ ایک سچا بچانے والا ایمان کا اقرار کہ مسیح ہمارے گناہوں کے لیے مرا، اور اس مقام پر، نیا عہدنامہ بہت زیادہ واضح ہے ایسے ایمان کے اقرار کے بغیر، مرد یا عورت سچا مسیحی نہیں بن سکتے۔

اس نقطہ سے، ہم انسان کے خدا کے لیے علم کے بارے چوتھی تعلیم کو سیکھتے ہیں: خدا کی سچائی ایک تاریخی حقیقت ہے جو کلام میں قلمبند ہے۔ 1 کرنتھیوں 3:1۔4 میں انجیل کے لیے پولس کے مختصر بیان کا قیاس کیجیے: ''چنانچہ میں نے سب سے پہلے تُم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتابِ مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لیے مُوا۔ اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتابِ مقدس کے مطابق جی اُٹھا۔'' اچھی طرح غور کیجیے کہ جب پولس خوشخبری کو مختصر طور پر بیان کرتا ہے، اور خاص طور سے اس بنیادی تعلیم کو جو ثابت کرتی ہے کہ یہ خوشخبری بلاشبہ خدا کا گناہگاروں کے لیے پیغام ہے، جیسے کہ، یسوع مسیح کو مُردوں میں سے جی اُٹھنا، وہ انجیل (خوشخبری) کو تاریخی حقیقت کی بیان کی اصطلاحات کے طور پر مختصر طور پر بیان کرتا ہے جو کلام کے مطابق ہے۔ انجیل سخت، یا آمرانہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جسے قلمبند کیا گیا ہے اور جسے کلام میں بیان کیا گیا ہے۔ درحقیقت پولس بقیہ باب کو کلام کے مطابق مسیح کے جی اُٹھنے پر ایمان نہ رکھنے کے نتائج کی دلیلیں دیتے ہوئے صَرف کرتا ہے۔ انسان کا سب چیزوں کے انجیلی علم کی جڑ انجیل کے مکاشفہ کی ہماری سمجھ میں ہے اور اس کے الجھاؤ کی جڑ بائبل کی بے خطا تاریخ میں ہے جو ہمیں گناہگاروں کے چھٹکارے کے لیے مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کے بارے معلومات فراہم کرتی ہے۔ اسی لیے میکن نے اس آیت کو دونوں تاریخ اور سچی تعلیم کے طور پر ''سراسر ناقابل تحلیل اتحاد'' کے طور پر بیان کیا ہے۔

لیکن کلام انسانی علم کی مثبت طور پر دی جانے والی تعریف سے بڑھ کر پیشکش کرتا ہے۔ نیا عہدنامہ بھی خدا کے جھوٹے علم کو بیان کرتا ہے۔ اس جھوٹے علم کو کلسیوں 2 میں بیان کیا گیا ہے، اور اس فرق کا امتیاز کیجیے جس میں پولس رنگ بھرتا ہے کہ جب وہ اس علم کے جھوٹا ہونے کو بیان کرتا ہے جب وہ اسے سچے روحانی علم کے ساتھ جوڑتا ہے:

''میں یہ اس لیے کہتا ہوں کہ کوئی آدمی لبھانے والی باتوں سے تمہیں دھوکا نہ دے۔۔۔۔ خبردار کوئی شخص تُم کو لاحاصل فریب سے شکار نہ کر لے جو انسانوں کی روایت ہے اور دنیوی ابتدائی باتوں کے موافق ہے نہ کہ مسیح کے موافق۔۔۔۔ پس کھانے پینے یا عید یا نئے چاند یا سبت کی بابت کوئی تُم پر الزام

نہ لگائے۔ کیونکہ آنے والی چیزوں کا سایہ ہیں، مگر اصل چیزیں مسیح کی ہیں۔کوئی شخص خاکساری اور فرشتوں کی عبادت پسند کر کے تمہیں دوڑ کے انعام سے محروم نہ رکھے۔ ایسا شخص اپنی جسمانی عقل پر بیفائدہ پھول کر دیکھی ہوئی چیزوں میں مصروف رہتا ہے۔اور اُس سر کو پکڑے نہیں رہتا جس سے سارا بدن جوڑوں اور پٹھوں کے وسیلہ سے پرورش پا کر اور باہم پیوستہ ہو کر خدا کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔جب تُم مسیح کے ساتھ دُنیوی ابتدائی باتوں کی طرف سے مر گئے تو پھر اُنکی مانند جو دُنیا میں زندگی گزارتے ہیں انسانی احکام اور تعلیم کے موافق ایسے قاعدوں کے کیوں پابند ہوتے ہو۔کہ اسے نہ چھونا۔اُسے نہ چکھنا۔اُسے ہاتھ نہ لگانا۔(کیونکہ یہ سب چیزیں کام میں لاتے لاتے فنا ہو جائیں گیں)؟ ان باتوں میں اپنی ایجاد کی ہوئی عبادت اور خاکساری اور جسمانی ریاضت کے اعتبار سے حکمت کی صورت تو ہے مگر جسمانی خواہشوں کے روکنے میں ان سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔(کُلسیوں 2: 4۔8، 16۔23)

ج۔گریشم میکن، مسیحیت اور فراخدلی (گرینڈ ریپڈ، ایم آئی: ولیم بی۔ارڈمین پبلشنگ کمپنی، (1923) 2002)، 27۔

خدا کے بارے اس جھوٹے مذہبی علم کو مندرجہ ذیل اصطلاحات میں بیان کیا گیا ہے: اس کی فطرت بے بنیاد سوچ بچار ہے، اور اس کی ابتدا الٰہی نہیں ہے، بلکہ انسانی روایت سے ہے اور اس کی جڑ زمینی زندگی اور اعمال کے بنیادی اصولوں میں ہے۔یہ جھوٹا علم یقینی ہونے کی پیشکش نہیں کرتا، بلکہ یہ موضوعی، فرضی اور کسی فرد سے منسلک ہے۔یہ نام نہاد "خود کی گواہی" پر انحصار کرتا ہے اور ایسی روایات پر جن کو مشترکہ طور پر گناہ، لعنت اور بگاڑ پر کرتا ہے ایسے اچھے مذہب کے طور پر اور فلسفیانہ نظریات کے طور پر جسے وہ قبول کرتے ہیں۔اس علم سے اخذ کیا ہوا مواد پیروجی اعمال، اصولوں اور ضوابط پر تکبر کرتا ہے، اور یہاں تک کہ مذہب کی ظاہریت کو رکھتا ہے، لیکن جیسے پولس پُر زور طور پر بیان کرتا ہے کہ ایسا علم مسیح اور کلام کے مطابق نہیں ہے۔مزید بہت کچھ کہا جا سکتا تھا، لیکن اس مقام پر یہ بنیادی ہے: انسان خدا کو جان سکتا ہے، لیکن خدا کا سچا علم اور دُنیاروحانی ہے۔علم جو درحقیقت بائبلی نہیں ہے وہ روحانی نہیں بلکہ مادی، جسمانی، خود بنایا گیا اور جس کی توجہ کا مرکز تخلیق ہے نہ کہ خالق پر ہے یہ بائبلی نہیں ہے۔مسیحی الٰہیات کی تاریخ پر کوئی بھی نظر ثانی عیاں کرتی ہے کہ زیادہ تر بدعت دو بنیادی غلطیوں سے آتی ہے: 1۔ایمان اور زندگی کے لیے خدا کے تن تنہا اور ختمی اختیار والے کلام کو رد کرنا، اور 2 انسان کی مخلوقات کے اصولوں کے مادی علم کی بلندی کو قبول کرنا جیسے حکومتی قانون ساری تعلیم اور الٰہیات کے لیے ہوتے ہیں۔یہ مادیت کو گلے لگانا ہے، جسمانی علم کو جو لوگوں کو خدا کی سچائی سے دور رکھتا ہے۔اسی لیے، جیسے ہم اپنی ٹی جی سی کی پرکھ کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں، تو ہمیں سے یہ سوال پوچھا جاتا ہے: علم کی کس قسم کے ساتھ ٹی جی سی کی تعلیم کو موافق بنایا گیا ہے؟ کیا یہ کلام میں نشاندہی کیے گئے روحانی علم کی سچی صفات کی تصدیق کرتی ہے؟ یا کیا یہ اُن جھوٹے اُستادوں کے مادی علم کی تصدیق کرتی ہے جو بے بنیاد مفروضوں کو جلال دیتے ہیں، اور خدا کے سچے علم کو، اُس کی سچائی اور اُس کی انجیل کی پیشکش نہیں کرتے؟ کلام سے حاصل ہونے والے علم کے یہ اصول ہمارے اس مطالعہ میں ہماری راہنمائی کریں گے، اور خدا کے فضل سے، غلطی سے سچائی کا امتیاز کرنے میں ہماری مدد کریں گے۔

سمجھ سے بالاتر سچائی اور موضوعی علم کے لیے بائبلی اتحاد کا نظریہ:

تاریخی مسیحی بنیادوں کے خلاف حالیہ حملہ اپسٹمولوجیکل اور فلسفیانہ تحریک کے وسیلہ ہو چکا ہے جو پوسٹ ماڈرن ازم کے طور پر جانی جاتی ہے۔یہ "نیا" فلسفہ فرض کرتا ہے کہ یہاں موضوعی قابلِ تصدیق حقیقت کے طور پر ایسی چیز نہیں ہے، بلکہ حقیقت کچھ اس طرح سے ہے جو کہ افراد سے تیار کردہ خالص طور سے موضوعی ہے، اور اسی لیے، اُس کے ساتھ تعلق رکھتی ہے جو افراد اسے بناتے ہیں۔اس خیال کے اصول کو ادبیت، آرٹس، معاشیات، سیاسیات اور تہذیب پر لاگو کیجیے (اگر ضرورت پڑی تو اسے نظریہ سے حاصل ہونے والی سوچ کہا جا سکتا ہے) اور اس کا نتیجہ تہذیب کا غیر منطق ہونا ہے جس کو 21 ویں صدی کی پہلی دہائی کے ساتھ منسوب کیا جا چکا ہے۔فطرتی طور پر، یہ فلسفہ مسیحی جواب کا تقاضا کرتا ہے، اور ٹی جی سی کی بنیادی دستاویز کا سروے یہ ظاہر کرے گا کہ امریکن ایونجلیکل کی یہ نسل اس فلسفہ کا جواب دینے کی کوشش کر رہی ہے، خاص کر سچائی کی فطرت کے معاملہ میں۔سوال جس مسیحی لازماً پوچھتے

ہیں یہ کہ، کس قسم کا جواب ٹی جی سی کے لوگ دے رہے ہیں، اور کیا یہ کلام کے ساتھ چوکور بنتا ہے؟

ایک سمجھ میں، اس ایونجیلیکل کی نئی نسل کو مسیحی ایمان کے خلاف لادین اور فلسفیانہ حملے کے لیے اونچی آواز میں جواب دینے کی کوشش کرنی چاہیے تھی، اور سچائی کے لیے مختلف قسم کے تحریری پہلو کو اختیار کرنا چاہیے تھا۔ یہ نیا ظاہری تناسب بنیادی طور پر پُرانے عام فہم فلسفے کو رد کرنے کے لیے ضروری ہے جس کی بنیادی جڑ 19 ویں اور 20 ویں صدی کے معقولیت اور دماغی تجربے کی بہت سی شکل میں ہے۔

درحقیقت، ٹی وی ایم خاص طور پر بیان کرتی ہے کہ ''ہم نے سچائی کی ایسی سدھانے والے ربط ضبط نظریہ کو اختیار کیا ہے جو پُرانے مبشر انِ انجیل کی نسبت کم فتح کا جشن منانے والے ہیں۔ کچھ طریقوں میں، اس پُرانے عام فہم فلسفہ کا رد کیا جانا اس علم کے نظریات کے لیے ترقی پانا ہے جسے مبشروں کی گزشتہ نسلوں نے تھامے رکھا تھا جنہوں نے جوناتھن ایڈوڈ کے زیرِ سایہ ردوبدل کیے گئے سکاٹش حقیقت اور انگریزی ڈائسٹ جان لوک کے فلسفہ کے ورژن کو قبول کیا جس کا مقصد علم اور تجربہ حاصل کرنا تھا۔ لیکن اُن کا نیا تزکیہ کردہ نظریہ کیسے تھا، جیسے وہ اسے بلاتے تھے، یہ کیسے کلام کے ساتھ مربع (برابر) تھا؟ ٹی جی سی کے مصنفین کی بنیادی دستاویزات، جو سچائی کو سمجھنے کے لیے بائبل رسائی کو پیش کرنے کی بجائے تھیں، اس زمانے کی روح کو سادہ طرح گلے لگانے کے علاوہ تھیں اور یہ اس کا مسیحیت کے پوسٹ ماڈرن ازم سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔

ٹی جی سی کا سچائی کی فطرت پر درحقیقت کیا نظریہ ہے؟ ٹی وی ایم مندرجہ ذیل تعریف کو پیش کرتا ہے: ''ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ سچائی حقیقت کی مطابقت ہے۔'' (حصہ نمبر 1، پیراگراف نمبر 1)۔ اشخاص جن کی سوچ ہمارے دور کی غیر معقولیت کی شکل اختیار کر چکی ہے وہ اس بیان کے ساتھ کچھ مسائل کا سامنا کریں گے۔ لیکن ان الفاظ کا محتاط تجزیہ بلا دینے کے طور پر سچائی کی غیر بائبلی تعریف کو عیاں کرے گا۔ یہ بیان، جو ہم حقیقت کے وجود کی تصدیق کرتا ہے، کسی حقیقت کی تعریف کو بیان نہیں کرے گا جس کے لیے سچائی میں کلام کے مطابق ربط ضبط پایا جائے۔

لیکن دستاویز یہاں رُک نہیں جاتی۔ تیسرے پیراگراف میں، موضوعی ادعا، آرام دہ ''سچائی'' کو بہت ادھم مچانے والے انداز میں تصدیق کرتا ہے: ''ہم اس پر زور دیتے ہیں کہ سچائی خدا کے لیے زندگی کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔ سچائی محض نظری مطابقت نہیں ہے بلکہ یہ معاہداتی تعلق بھی ہے۔۔۔ پھر، سچائی ساری زندگیوں اور خدا کے دل کے درمیان مطابقت ہے، الفاظ اور اعمال کے ساتھ مطابقت ہے، جسے کلام اور روح کے ساتھ غوروخوض کیا گیا ہے۔ (ٹی وی ایم، 1.3)

حصہ 1.4، ٹی وی ایم کا 1، حروف۔ دونوں اقراری بیان اور ٹی وی ایم کی مکمل عبارت کو یہاں پایا جا سکتا ہے

http://thegospelcoalition.org/about/who.

جارج مارسڈم، جوناتھن ایڈورڈ: زندگی (نئی بندرگاہ: یل یونیورسٹی پریس، 2003)، 466۔

پھر اس بیان کے مطابق سچائی ایسی زندگی ہے جو خدا کے لیے مطابقت رکھتی ہے۔ ایک مرتبہ پھر، مصنفین یہ کہہ چکے ہیں کہ سچائی موضوعی نہیں ہے، بلکہ ایک موضوعی تجربہ ہے جسے خدا کے ساتھ اپنی زندگیوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہوئے تشکیل دیا گیا ہے۔ لیکن حتمی طور پر اس کی جڑ موضوع میں ہے، یہ خود انسان میں ہے۔ اسی لیے، سچائی تجربے سے بڑھتی ہے۔ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ سچائی موضوعی ہے، کوئی چیز نہیں، تجرباتی ہے، لیکن تجویز کردہ نہیں ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ معنی خیز ہے، یہ حائل یا غیر مشروط نہیں ہے بلکہ انسانی تجربے کی اصطلاحات میں لگاتار تبدیلی ہے۔ اس غیر معقولیت کو مزید اس بیان کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ''سچائی۔۔۔ ایک عہد و پیماں کا تعلق ہے۔'' سچائی لسانی، تجویز کردہ اور حائل حقیقت سے دستبردار ہوتی ہے، بلکہ یہ موضوعی ''حقیقت'' ہونے کے طور پر وجود رکھتی ہے جو موضوع کے بہاؤ کی تبدیلی کے لیے مطابق ہوتی ہے، موضوعات کو نقطہ آغاز کی تشریح ہیں، اور شخصیت کی توانائی رکھنے والی

قابلیت کی ملکیت ہے، اگرچہ، دوبارہ ایسی شخصیت یا شخصیت کی کمی کو کبھی بیان نہیں کیا گیا۔تعریف کے اعتبار سے،عہد ایک ایسی پابندی ہے جو دو یا اس سے زائد لوگوں کے درمیان ہوتی ہے۔لہذا اگر سچائی ایک عہد رکھنے والا تعلق ہے،تو پھر یقیناً یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ،سچائی کیا ہے؟برائے مہربانی ٹی جی سی کی قیادتی زبان پر غور کیجیے۔یہ وہ شخص نہیں جو سچائی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے(جیسے اگر سچائی عہد کیے جانے میں اُن پارٹیوں میں سے ایک ہو)۔سچائی ایک عہد رکھنے والا تعلق ہے۔ایک مرتبہ پھر،سچائی خارجی یا مادی نہیں بلکہ موضوعی ہے،اور اسے دو پارٹیوں کے تعلق رکھنے وسیلہ بیان کیا گیا ہے۔لہذا فطرتی طور پر دو سوالات اُٹھتے ہیں:1۔یہ دو پارٹیاں کونسی ہیں؟(اور بہت اہم)،2۔اگر سچائی کو تعلق رکھنے والی دو پارٹیوں کے وسیلہ بیان کیا گیا ہے،اور قوتِ عمل رکھنے والی قابلیت کے وسیلہ جو اُس تعلق کا نتیجہ ہیں(یہ کوئی بھی ہو سکتا ہے)تو پھر سچائی کیا ہے؟مصنفین کبھی اس سوال کا جواب نہیں دیتے کیونکہ وہ درحقیقت قابلِ تبدیل،مادی،حاتلی اور تجویز کردہ سچائی پر یقین نہیں رکھتے۔تاہم سچائی قرابتی اور موضوعی تجربہ سے بیان کردہ ہے۔یہ کچھ نہیں ہے بلکہ پوسٹ ماڈرن ازم ہے۔

سچائی کے ایسے نظریہ کا فطرتی طور پر کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ٹی جی سی ٹی وی ایم سیکشن ا کے پیراگراف نمبر 4 میں دی گئی تحریر پر زور دیتے ہیں۔تحریری خطوط:(اپسٹمولوجی):''بلکہ ہم بھی سچائی کے نظریہ کو رد کرتے ہیں کو سچائی کو ایک خاص ایمانی والی کمیونٹی کی اندرونی جڑی ہوئی زبان سے بڑھ کر کچھ نہیں دیکھتی۔''پھر ٹی جی سی کے مطابق،سچائی کلیسیا کی جانب سے کلام پر ایمان رکھنے کی عقلی تجویز کردہ میں جڑ رکھنے والے خیال کا منطقی نظام نہیں ہے۔

رینڈم ہاؤس ویبسٹر ان بریجڈ ڈکشنری

اس بیان کے ساتھ،ٹی جی سی کے راہنما،اور وہ جو ٹی جی سی کے رُکن بنتے ہیں اس پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں،کہ یہ محض اس کی تصدیق نہیں کرتا کہ سچائی غیر تجویز کردہ ہے،وہ انکار کر چکے ہیں کہ''ایمان جب ایک مرتبہ مقدسین کو دیا گیا''(یہوداہ 3)تو یہ یقیناً بیان کردہ اصطلاحات میں منطقی اور عقلی ہے۔اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ وہ ایمان کے دوسرے بیانات میں کیا کہتے ہیں،اس بیان پر زور دیتے ہوئے،وہ زبانی اس کا انکار کر چکے ہیں۔اس لیے،اُن کے مطابق،حاتلی اور منطقی تشریح وتاویل،اور جکڑا ہوئے نظام کی الٰہیات ہے۔اس لیے،اُن کے مطابق،مسیحی ایمان کی جڑ کلامِ مقدس میں قلمبند کردہ خدا کے الفاظ میں نہیں ہے،بلکہ یہ تجربہ میں،دماغی تجربے میں ہے،اور ایک کو ہماری اپنی حقیقت کی موضوعی سمجھ سے اخذ کیا گیا ہے۔جیسے کلیسیائی تاریخ کا کوئی بھی طالبِ علم یہ پہچان کرے گا کہ،یہ 21ویں صدی کی اصطلاحات میں 1910 اور 1920 کی دہائی میں قدیم جدید آزاد خیال الٰہیات سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

سب سے بدترین یہ کہ،یہ خدا کے کلام بائبل پر حملہ آور ہوتی ہے،اور عقلی طور پر ہمارے ایمان کی تجویز کردہ کتاب پر جو خدا کی طرف سے آئی۔یہ سچائی کے موضوعی تصور کا نتیجہ ہے۔

سچائی کے اس نظریہ کا حیران کن دفاع کرنے والا ڈاکٹر۔رچڈ فلپس ہے،جو ساؤتھ کیرولینا،گرین ویلی میں سیکنڈ پریسبائٹرین چرچ کا سینئر پاسٹر اور ٹی جی سی کی ایگزیکٹیو کونسل کا رُکن ہے۔ڈاکٹر فلپس ٹی جی سی کی الٰہیاتی حالتوں کی وضاحت کرنے کے میلان میں بہت سے کتابچوں کا مصنف ہے۔فلپس کی کتاب،''کیا ہم سچائی کو جان سکتے ہیں،'' بالکل وہی زبان کو استعمال کرتی ہے جو ٹی وی ایم کی وضاحت کرتی ہے جسے وہ''ایونجیلیکل مسیحی اپسٹومالوجی''کہتا ہے۔فلپس کی''ایونجیلیکل مسیحی اپسٹومالوجی'' کی تعریف یہ ہے کہ''سچائی حقیقت کے ساتھ ربط رکھتی ہے''،ٹی وی ایم میں حملہ کرنے کے طور پر ہے۔فلپس اس نظریہ کی وضاحت کرنا جاری رکھتا ہے۔وہ لکھتا ہے کہ''حقیقی سچائی کی اس مسیحی تعلیم کی بنیاد یہ ہے کہ خدا وجود رکھتا ہے،''اور''یہ بائبل پر ہمارے ایمان کی بدولت ہے کہ مسیحی یہ ایمان رکھتے ہیں سچائی کا ربط حقیقت کے ساتھ ہے۔''فلپس کے مطابق،امتیازی طور پر اپسٹومالوجی خدا کے وجود کے تصور پیش از وقوع

کے ساتھ آغاز ہوتا ہے، بلکہ نہ کہ اس پیش از وقوع نظریہ کہ ساتھ کہ بائبل خدا کا کلام ہے۔

رچرڈ فلپس، کیا ہم سچائی کو جان سکتے ہیں، (ویٹن، آئی ایل: کراس وے، 2011)، 12۔

فلپس، کیا ہم سچائی کو جان سکتے ہیں، 13۔

کیسے مسیحی، جو ایمان رکھتے ہیں کہ بائبل الہامی ہے، بے خطا ہے اور غلطیوں سے مبرہ خدا کا کلام ہے جو ایسی تعلیمات کے لیے جواب ہے؟ کلام سچائی کے بارے کیا کہتا ہے؟ یسوع یوحنا 17: 17 میں اپنے کاہنِ اعظم کی دعا میں قلمبند کردہ اس سوال کا بہت سادہ طور پر جواب دیتے ہیں۔ پُرانے عہدنامے کے لکھے گئے اقتباسات کی طرف حوالہ دیتے ہوئے، یسوع بیان کرتا ہے "تیرا (خدا کا) کلام سچا ہے۔" دھیان سے غور کیجیے جو یسوع اس بیان میں کہتا ہے اور جو وہ نہیں کہتا: اُس نے ایسا نہیں کہا کہ خدا کے خیالات سچ تھے، اگرچہ بلاشبہ زندہ خدا کا ہر خیال بیشک سچ ہے۔ اُس نے ایسا نہیں کہ خدا کے اعمال سچ تھت، نہیں، مسیح نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ خدا باپ سے اپنی دعا میں، یسوع نے کہا، "تیرا کلام سچا ہے۔" لیکن یہ عبارت سچائی کی فطرت سے متعلقہ اقتباس کا بیان ہی نہیں ہے۔ قیاس کیجیے کہ زبور 119 میں کتنی مرتبہ، زبور نویس بالکل اسی تشریح کو بناتا ہے: "اور تیرا قانون برحق ہے"۔۔۔ اور تیرے سب فرمان سچ ہیں "۔۔۔ تیرے کلام کی ہمیشگی سچ ہے" (آیات 142، 151 اور 160)۔ کلسیوں 1:5 میں پولس کے اپنے بیان کا قیاس کیجیے جب وہ کہتا ہے کہ کلیسیوں کے ایمانداروں نے "خوشخبری کی سچائی کے کلام کو" سنا۔ غور کیجیے کہ پولس انجیل کو نا صرف زبانی بلکہ تحریری تجویزہ کردہ تشریحات کے ساتھ مساوی کرتا ہے، بلکہ خود سچائی کو بھی۔ اسی لیے، اگر ہم بائبلی طور پر اس معاملے میں درست ہیں، تو مسیحی یقیناً اس پر زور دیتے ہیں کہ سچائی خدا کا کلام ہے جو یسوع مسیح کی انجیل میں آشکارہ ہوتی ہے۔

لیکن اقتباس اس سے بڑھ کر دعویٰ کرتا ہے کہ خدا کا الہامی اور بے خطا کلام دونوں سراسر برحق اور حتمی مادی حقیقت ہے۔ کلام بھی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس سراسر سچائی کا علم بھی ایک مادی علم ہے۔ قیاس کیجیے کہ کیوں لوقا نے اپنی انجیل کو لکھا: وہ تھیوفلس سے چاہتا تھا کہ وہ "اُن چیزوں کے یقینی ہونے کو جانے جن میں آپ کو ہدایت کی گئی تھی" (لوقا 1:4)۔ لوقا پڑھنے والوں سے چاہتا تھا کہ وہ اس ضمانت کو رکھیں کہ وہ چیزیں جو اُنہیں مسیح کے بارے سکھائی گئی تھیں وہ محض تجرباتی موضوعی علم نہیں تھا، بلکہ ایک حقیقی علم تھا جس کی تصدیق گواہی اور عقلی نظریہ کے ساتھ کی گئی تھی۔ یوحنا انہی بیانات کو دونوں اپنی انجیل اور اپنے پہلے خط میں بیان کرتا ہے (یوحنا 20: 31، 1 یوحنا 1، 4:2)۔ لیکن شاید بہت معنی خیز اقتباس جو انجیل کے حقیقی علم پر زور دیتا ہے یہ کہ یہ پولس کی یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کی تاریخی حقیقت کا دفاع کرنے میں اُس کی اپنی دلیل تھی (دیکھیے 1 کرنتھیوں 15)۔ اِس باب میں پولس نا صرف تاریخی طور پر جی اُٹھنے پر زور دیتا ہے، بلکہ وہ یہ قائم کرتا ہے کہ انجیل کا پیغام کوئی زبردست واقعہ نہیں یا کوئی اخلاقی حکم نہیں ہے۔ بلکہ انجیل تاریخی حقیقت کا ایک بیان ہے جسے اقتباسات میں عیاں کیا گیا ہے: "کلام کے مطابق، مسیح ہمارے گناہوں کی خاطر مرا" (15:3)۔ پولس پھر جی اُٹھنے کی حقیقت کی تصدیق کے لیے آگے بڑھتا ہے دونوں تصدیقی تاریخی واقعہ اور اُس ایک کے ساتھ جسے گواہوں کی گواہی کے وسیلہ حقیقی طور پر دیکھا جا سکتا ہے، جس کے لیے، پولس کے مطابق، یہ قیامت سزا رکھتی تھی! مزید، پطرس، جو خداوند یسوع مسیح کی تبدیلی صورت کی گواہی کا تجربہ رکھتا تھا، اُس نے لکھا،

"کیونکہ جب ہم نے تمہیں اپنے خداوند یسوع مسیح کی قدرت اور آمد سے واقف کیا تھا تو دغابازی کی گھڑی ہوئی کہانیوں کی پیروی نہیں کی تھی بلکہ خود اُس کی عظمت کو دیکھا تھا۔ کہ اُس نے خدا باپ سے اُس وقت عزت اور جلال پایا جب اُس افضل جلال میں سے اُسے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔ اور جب ہم اُس کے ساتھ مقدس پہاڑ پر تھے تو آسمان سے یہی آتی سُنی۔ اور ہمارے پاس نبیوں کا وہ کلام ہے جو زیادہ معتبر ٹھہرا اور تُم اچھا کرتے ہو جو یہ سمجھ کر اُس پر غور کرتے ہو کہ وہ ایک چراغ ہے جو اندھیری جگہ میں روشنی بخشتا ہے جب تک پَو نہ پھٹے اور صبح کا ستارہ تمہارے دلوں

میں نہ چمکے۔۔۔'' (2 پطرس 1:16 ۔19 جے جے وی، تاکید شامل ہے)

پس ہم یقیناً یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ کلام یہ جاری رکھتا ہے کہ انجیل کا علم مادی (حقیقی) ہے اور اس کی جڑ کسی موضوعی تجربے یا شخصی انداز میں نہیں ہے، بلکہ تجویز کردہ خدا کے کلام میں ہے۔

بے شک، یہ سوال اُٹھے گا، کونسی چیز اس علم کو حقیقی بناتی ہے؟ اس کا جواب بہت سادہ ہے۔ ہمارا انجیل کا علم اِسے حقیقی بناتا ہے کیونکہ ہمارے پاس خدا کا کلام ہے، روح القدس کے وسیلہ سانس لیا جاتا ہے، اور نئے اور پُرانے عہدنامے کی 66 کتابوں کو محفوظ کیا گیا ہے۔ اُس کا قیاس کیجیے جو ٹی جی سی کلام کی گواہی کے لیے فرق پر زور دیتی ہے: ''بلکہ ہم بھی سچائی کے نظریہ کو رد کرتے ہیں جو خاص ایمان والی کمیونٹی کی ابدیت سے جُڑی زبان سے بڑھ کر سچائی کو نہیں دیکھتے۔'' اس بیان کے فرق میں کلام کی بہت سی تصدیقیں اس کے برعکس ہیں۔ 2 تیمتھیس 1:13 میں پولس تیمتھیس کو حکم دیتا کہ وہ ''پختہ کلام کے نمونے'' کے لیے روزہ رکھے۔ یوحنا بالکل ایسی ترغیب کی پیشکش کرتا ہے جب وہ اپنے پڑھنے والوں کو اس تعلیم میں ہونے کے لیے آگے بڑھاتا ہے جو مسیح دے چکا ہے اور یہ تعلیم تجویز کردہ شکل میں منظر کی گئی (2 یوحنا 9 ۔11)۔ رومیوں 10: 9 ۔10 یہ اعلان کرتی ہے کہ بچانے والا ایمان انجیل کی تعلیم کا منہ سے اقرار کرنا ہے۔ اسی لیے، ایمان کا ایسے اقرار کی ایسی زبان میں ہوتی ہے اور اس لیے، تجویز کردہ، عقلی اور کلام کے مطابق ہے۔ اس تجویز کردہ اقرار کے بہترین بیانات میں سے ایک 1 یوحنا 4:2 میں پایا گیا ہے۔ رسول پڑھنے والوں کو روحوں کی پرکھ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بیشک، آپ اس بیان کر پڑھ چکے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیسے میں روح کی آزمائش کرتا ہوں، جب میں کسی ایک کو دیکھ نہیں سکتا، اور میں درست طور پر نہیں جانتا کہ روح کیا ہے۔ یوحنا ہمیں بہت واضح اور حقیقی طریقہ دیتا ہے جس کے ساتھ ہم ایمانداروں کے طور پر روحوں کی آزمائش کر سکتے ہیں۔ کوئی شخص جو اقرار کرتا ہے کہ مسیح خدا ہے جو خدا کی صورت میں مجسم ہو کر آتا ہے، اور کوئی اور اقرار اس تعلیم کے الٹ ہے۔ اس اقرار کی فطرت کا قیاس کیجیے: سچائی کے ساتھ ایمان کا یہ بیان ہے جسے بائبل میں عیاں کیا گیا ہے۔ پھر کیسے ہم روحوں کی آزمائش کرتے ہیں؟ ہم ایسا ہر چیز کا موازنہ کرنے کے ساتھ ایسا کرتے ہیں جسے ہمیں پال کلام کے الٰہی بیان کے ساتھ سُنتے ہیں۔

شاید تجویزہ کردہ اقرار کا بہترین دفاع خود خداوند یسوع کے منہ سے آتا ہے۔ متی 16 میں،، یسوع اپنے شاگردوں سے پوچھتا ہے، ''لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟'' پطرس کو بہت بہادر تھا، اور اُن بارہ میں سے زیادہ باتونی تھا، کہتا ہے، ''تو مسیح ہے، زندہ خدا کا بیٹا'' (16 آیت)۔ یسوع کا جواب بہت سبق آموز تھا: وہ پطرس پر یہ اقرار کرنے پر صرف برکت کا اعلان ہی نہیں کرتا ہے، جسے وہ صرف مافوق الفطرت ذرائع سے کہہ سکتا تھا، بلکہ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ''اِس پتھر پر، میں اپنی کلیسیا بناؤں گا۔'' (متی 16: 18)۔ سنجیدہ تشریحی بدسلوکی کے وسیلہ، رومن کی کلیسیا اس آیت سے بہت دور جا چکی تھی یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ یسوع نے پطرس کو اس مقام پر پہلا پوپ ٹھہرایا، اور پاپائی اختیار کو قائم کیا۔ سچائی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہو سکتا۔ یونانی کی دھیان سے کی گئی پرکھ اس درستگی کو عیاں کرے گی جو انگریزی میں نہیں پائی جاتی۔ یونانی میں، الفاظ کے استعمال کا احاطہ کرنے کے لیے مذکر مونث بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس اقتباس میں، مسیح یونانی لفظ، پیٹرس کا دوبار استعمال کرتا ہے۔ پہلا حوالہ مردانہ ہے، اور ظاہری طور پر یہ پطرس کی طرف اشارہ ہے جو کہ اُس کا نام ہے۔ یہ ایسے ہے کہ یسوع شاگرد کے نام کو شمعون سے پطرس میں تبدیل کرتا ہے، یا پیٹرس کا مطلب ''چٹان'' ہے۔ لیکن لفظ کا اگلا استعمال ایک فرق جینڈر (مذکر مونث) ہے۔ تاہم یونانی میں، یہ آیت کچھ اس طرح پڑھی جاتی ہے: ''اور میں تُجھ سے کہتا ہوں کہ تُو پیٹرس (چٹان پطرس) ہے اور اس پیڑا پر (چٹان، لیکن نسوانی جینڈر میں)، میں اپنی کلیسیا بناؤں گا۔۔۔''

کلیدی بیان کیا جانے والا تشریحی سوال یہ ہے کہ مسیح لفظ پیٹروس کے دوسرے استعمال کے لیے کس طرف اشارہ کرتا ہے، جب وہ فرق نسل (جینڈر) کو استعمال کرتا ہے۔ دوبارہ، ظاہراً، یہ طرف کی طرف اشارہ نہیں ہو سکتا، یا کسی اور طرف کہ کیوں مسیح نے نسوانی جینڈر استعمال کیا تھا؟ اس لیے، اس بنیاد پر، پطرس پہلا پوپ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس عبارت سے مزید اہم معاملہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ کیوں یسوع پیڑا کا حوالہ دیتے ہوئے فرق جینڈر کو استعمال کرتا ہے جس

پر اُسے اپنی کلیسیا بنائی تھی؟

یہاں سیاق و اسباق لفظ کے درست معنی اور اس کے استعمال کا احاطہ کرنا بہت ضروری ہے۔ یاد رکھیے کہ مسیح اُس اقرار کو آشکارہ کرنے کی تلاش کر رہا ہے جسے وہ اپنی خدائی اور اپنی مسیحائی خدمت سے متعلق اپنے شاگردوں سے چاہتا ہے۔ اور پطرس، شاگردوں میں زیادہ بولنے والا، تصدیق کرتا ہے کہ یسوع مسیح ہی مسیحا ہے۔ مسیح نا صرف پطرس کا نام تبدیل کرتے ہوئے جواب دیتا ہے، بلکہ وہ پطرس کے دِک میں اندرونی تبدیلی کا عکس پیش کرنے کے لیے اُس کے نام کو تبدیل کرتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ ایسا اقرار روح القدس کی جانب سے دل کے نئے سرے سے پیدا ہونے کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

کیا یہ پطرس تھا جو اس معاملے میں معنی خیز تھا؟ نہیں، معنی خیز پطرس کا اقرار تھا کہ یسوع کون ہے، اور مسیح کہتا ہے کہ یہ پطرس کے اقرار پر ہے (اور مسیح پر جو ایک کونے کے سرے کا پتھر ہے۔ افسیوں 2: 20) جس پر کلیسیا بنائی جائے گی اور جس پر عالم ارواح کے دروازے غالب نہ آئیں گے۔ پطرس نے کس چیز کا اقرار کیا؟ اُس نے بالکل اُسی طرح اقرار کیا جس طرح یوحنا نے منہ کے ساتھ روحوں کی آزمائش کرنے کے لیے اپنے قارئین کو بتایا تھا، جس میں عقلی بیان جو یسوع مسیح کے مسیحائی کام اور شخصیت کے بارے حقیقی سچائی سے متعلقہ تھا۔ پطرس کا مسیح کے لیے اقرار منہ سے، تجویز ردہ، عقلی اور اندرونی طور پر جُڑی ہوئی زبان سے کیا گیا تھا (ٹی وی ایم 1.4.1)۔ تاہم، یہاں تک کہ یسوع کے منہ سے کلیسیا کو یسوع مسیح کے کام اور شخصیت سے متعلق مسیحا کے طور پر تعمیر کی گئی، جو خدا کا چُنا ہوا تھا جسے اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے چھڑانا تھا۔

مسیحی الٰہیات اور نظریہ پر سچائی کی حقیقی فطرت پر قائم کیے جانے والے ٹی جی سی کے نظریہ میں پھر کیا الجھاو پائے جاتے ہیں؟ ٹی جی سی کے نظریہ کا بہت زیادہ معنی خیز اثر کسی چیز کا غیر بناوٹی ہونا ہے جس کا ربط کلام کے الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور اگر ایک چیز ٹی جی سی کی بنیادی دستاویز سے متعلق فوری طور پر واضح ہوتی ہے، تو یہ ایسے ہے: یہ لوگ، خدا کے غلطیوں سے پاک، بے خطا ن اور الہامی کلام کے طور پر بائبل سے متعلق بائبلی بیانات، آرتھوڈکس اور تاریخی ہونے کے لیے اس کی حمایت نہیں کرتے۔

پاک کلام میں خدا کے تجویز کردہ مکاشفہ کے لیے انجیلی اتحاد کا تعمیر نہ ہونا۔

مسیحیوں کے طور پر جو بائبل کی الہامی، بے خطا، اور غلطیوں سے پاک خدا کا کلام ہونے کی تصدیق کرتے ہیں، اس کے ساتھ ایمان کا غلط نظریہ معنی خیز طور پر ہوگا جو کسی ایک کے نظریہ کو اور کلام کی تشریح کو تبدیل کر دے گا۔ اگر سچائی غیر مشروط نہیں ہے، اور سچائی کا علم موضوعی ہے، پھر مسیحیت غیر مشروط دعووں کو بنانے کے بارے خود رائے پسند نہیں ہو سکتی، بلکہ، یہ خدا، انسان، گناہ، نجات، سچائی، اور علم کی دیگر تشریحات اور نظریات کو موافق ٹھہرانے کے خواہاں ہونگے۔ اور اس قسم کی مطابقت درحقیقت وہی ہے جسے بنیادی دستاویزات میں پایا گیا ہے۔ اس کی زیادہ تر مثالوں کو کلام کے کم قدر رکھنے والے نظریے کی دستاویزات میں پایا گیا ہے۔

اُن کے کلام کے کم قدر والے نظریہ کا پہلا اشارہ اُن کی کانفرنشل بیان میں ترتیب دی جانے والی تعلیمات کے لیے واجب ٹھہرایا جانا ہے۔ سی جی پیراگراف نمبر 1 میں خدا کے کردار پر زور دیتے ہوئے آغاز کرتی ہے۔ پیراگراف نمبر 2 جو کلام کے متعلق ہے اس کی پیروی کرتا ہے اور مختصر اور مبہم طور پر تحریر ہے۔ کیرسن اور کیلر ٹی جی سی کے کتابچے میں کلام کی تعلیم پر خدا کی تعلیم کو فوقیت دیتے ہوئے اس انتظام کا دفاع کرتے ہیں، وہ گاسپل سینٹرڈ منسٹری کے ساتھی مصنفین تھے۔ وہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ با اصول الٰہیات پروٹسٹنٹ کی بدقسمت پیداوار ہے جن پر روشن خیالی کا اثر تھا۔ پھر وہ اس علم کے نظریہ کے لیے لکھتے ہیں جو کلام کے ساتھ شروع ہوتا ہے "جو (بائبل کو) پڑھنے والوں کے لیے زیادہ خود اعتمادی کی طرف راہنمائی کرتا ہے کہ اُن کی تشریح جو بائبلی عبارات کے لیے ہے وہ سچی تعلیم کے کامل نظام کو پیدا کر چکی ہے۔"

ڈی۔ اے۔ کیرسن اور تیمتھی کیلر، گاسپل سینٹرڈ منسٹری (وِیٹن، آئی ایل: کراس وے بکس، 2011)، 6۔ یہاں "خدا کے ساتھ آغاز" کے ذیلی حصے کے

لیے مکمل عبارت ہے ۔

ہم نے یہ بھی قیاس کیا کہ کلام کی بجائے خدا کے ساتھ اپنے اقرار کا آغاز کرنا اہم تھا۔ یہ معنی خیز ہے ۔ انسانی عقل کے بارے روشن خیالی ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی تھی ۔ اس کی کچھ چیزیں قیاس کی گئی کہ بے مدد انسانی وجہ پر نظریہ کے نظام کو تعمیر کرنا ممکن تھا۔ اُن کی روشن خیالی کی بکثرت تصدیق کے علاوہ، بہت سے قدامت پسند مبشرین اس کے باوجود اس سے شکل اختیار کر چکے ہیں ۔ اسے یوں دیکھا جا سکتا ہے کہ کیسے بہت سے ایوینجلیکل بیانات جو ایمان کے بارے میں کلام کے ساتھ شروع ہوتے ہیں نہ کہ خدا کے ساتھ ۔ وہ سراسر یقینی ،ضمانتی سچائی کے ساتھ کلام کی الٰہیات پر تعمیر کرنے کے معاملے میں کٹھن تشریح کے وسیلہ کلام کی تعلیم کے ساتھ آگے بڑھ چکے ہیں ۔

مسئلہ یہ ہے کہ یہ علم کے لیے بنیادی رسائی کے لیے ضروری ہے ۔ یہ اُس درجے کو نظر انداز کرتا ہے جس کے لیے ہماری تہذیب کی جگہ ہماری بائبل کی تشریح پر اثر انداز ہوتی ہے، اور اس کا بہت سخت گیر موضوع ،چیز کے ساتھ قیاس کیا جاتا ہے ۔ یہ تاریخی الٰہیات ، فلسفے اور تہذیبی عکس کو نظر انداز کرتا ہے ۔ کلام کے ساتھ آغاز کرتے ہوئے یہ پڑھنے والوں کی ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی کی طرف راہنمائی کرتا ہے کہ اُن کے بائبلی عبارات کی تشریح پچی کا ل تعلیم کے نظام کو پیدا کر چکی ہے ۔ یہ تکبر اور قدامت پسندی کو پیدا کر سکتا ہے کیونکہ یہ انسانی وجہ کے زوال پذیر ہونے کے بارے جانتا ہے ۔

ہمارا یقین ہے کہ خدا کے ساتھ اسے شروع کرنا بہترین ہے، یہ اعلان کرنا (جان کیلون کے ساتھ، انسٹی ٹیوٹ 1.1) کہ خدا کے علم کے بغیر ہم اپنے آپ کو، اپنی دُنیا کو یا کسی اور چیز کو نہیں جان سکتے ۔ اگر یہاں خدا نہیں ہے، تو ہمارے پاس اپنی وجہ پر بھروسہ رکھنے کے لیے کوئی سبب نہیں ہوگا۔ (گاسپل سینٹر ڈمنسٹری 6،)۔

ٹھوکر لگانے والا طنز یہ یہاں ہے کہ گزشتہ حصے میں، کیرسن اور کیلر نے کہا تھا،" کہ ہمارے لیے کسی مشہور روایتی انتظامی الٰہیات کی اصلاح پر اپنے ایمان کو بیان کرنے کے لیے جتنا زیادہ ممکن ہو بائبل کی الٰہیات پر اسے بیان کرنے پر غور کرنا ہے"(6)۔ پھر وہ اسی صفحہ پر یہ کہتے ہوئے حوالہ دیتے ہیں کہ زیادہ تا اہل شناخت با اصول ماہر الٰہیات جو خدا کے ساتھ آغاز کرتے ہوئے اس قدامت پسند ایوینجل ازم کی روایت کو راست ٹھہراتے ہیں وہ ایسا کلام کے ساتھ نہیں کرتے ۔ مزید براں، کیلون ایسا نہیں کہتا کہ ہمیں کدا کے ساتھ شروع کرنا ہے بلکہ خدا کے علم کے ساتھ شروع کرنا ہے، جیسے اُس نے یرمیاہ 44:1 ۔ 7 پر اپنے کیے جانے والے تبصرے میں بیان کیا ہے:" اور جیسا میں نے کہا کہ مذہب کے لیے علم سے الگ ہونا لازم نہیں ہے ،لیکن میں اسے علم کہتا ہوں ، جو جو انسان کا جبلتی نہیں ، یا جو کوشش سے حاصل کردہ نہیں ہے، بلکہ جو ہمیں شریعت اور انبیاء کی طرف سے دیا گیا ہے"(تاکید شامل کردہ) مندرجہ ذیل کا بھی موازنہ کیجیے۔

رستہ جس کی خدا اپنی کلیسیا کی طرف بہت پہلے سے پیروی کرتا ہے، وہ اُس کے کلام کے شامل کرنے سے ان ثبوتوں میں اضافہ کرنا ہے، جو یقین دلانے والے اور اپنے آپ کو معلوم کرنے کے براہ راست ذرائع سے ہے ۔۔۔ میں محض یہ دکھا رہا ہوں کہ یہ کلام کو لا گو کرنا ضروری ہے، ایسی یقینی نشانات کو سیکھنے کے لیے جو خدا، جو دُنیا کا خالق ہے کو دوسرے تمام جھوٹے دیوتاوں میں امتیاز پیدا کرتے ہیں ۔۔۔ تو اسے عیاں کیا گیا ہے کہ خدا، اپنی صورت کی نا اہلی کو بہت سے دیکھتے ہوئے کائنات پر یہ مہر کر دیتا ہے، جو اپنے کلام کی مدد کے لیے دے چکا ہے اُن سب کے لیے جو موثر طور پر ہدایت کے لیے خوش کر چکے ہیں، ہم بھی ،سیدھے رستے کا تعاقب کرتے ہیں، اگر ہم خدا کے مکمل تصور کے لیے شدید تمنا کرتے ہیں، تو ہمیں ایسا کہتے ہوئے جانا ہے کہ کلام ، جہاں خدا کے کردار کو اُس کے اعمال سے اخذ کیا گیا ہے اُسے درست طور پر بیان کیا گیا ہے اور زندگی کے لیے، ان اعمال کا اندازہ لگایا گیا ہے، ہماری بد اخلاق عدالت کے ساتھ نہیں، بلکہ ایسا ابدی سچائی کے معیار کے ساتھ ہے ۔۔۔ اب انسانی ذہن، اپنی کمزوریوں کا قیاس کرتا ہے، جو مکمل طور پر خدا کے پاس آنے کے قابل نہیں ہیں، اس کی لازمی طور پر پیروی کی گئی ہے کہ ساری انسانیت ،جس کی یہودی اُمید کرتے تھے، جتنا زیادہ وہ خدا کو کلام کے بغیر دیکھتے تھے،

وہ ہلکے پن اور غلطی کے نیچے بوجھ اُٹھا رہے ہیں۔ (انسٹیٹیوٹ 1.6.1.4)۔ بیورج ترجمہ، شامل کردہ تاکید)۔

سی ایس کا پیراگراف نمبر دو اُن کے کلام کے کم نظریے کو ظاہر کرنا جاری رکھتا ہے۔ یہ پیراگراف یہ بیان کرنے کے لیے دو مشکل الفاظ کو استعمال میں لاتا ہے کہ کیسے خدا کے کلام کا کلام کے وسیلہ ربط پیدا ہوتا ہے۔ سی ایس پڑھتے ہیں: ''مزید یہ کہ، یہ خدا اُس خدا کی بات کر رہا ہے جو اپنے ورح کے وسیلہ شفقت کے اپنے آپ کو انسانی الفاظ میں آشکارہ کر چکا ہے'' (تاکید خاص)۔ یہ امتیاز بہت کم دکھائی دے سکتا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ بہت مشکل پیدا کرنے والا ہے۔ کیا ہمیں الٰہی کلام اور انسانی اعمال کے درمیان امتیاز کرنا ہے؟ اگر یہ معاملہ ہے، تو پھر ہمیں انسانی الفاظ اور الٰہی زبان کے درمیان امتیاز کرنا ہے؟ پھر کیا، بائبل دونوں انسانی الفاظ اور الٰہی زبان کے ساتھ بھری ہوئی ہے؟ انسانی الفاظ اور الٰہی الفاظ کے درمیان کیا فرق ہے؟ ہم کیسے جانتے ہیں کہ کونسے الفاظ انسانی ہیں اور کونسے الٰہی ہیں؟ اور پہلے سے دیا گیا سچائی کے لیے موضوعی نظریہ اور سچائی کے لیے موضوعی علم۔ ہم کیسے جانتے ہیں کہ اگر یہاں الٰہی کلام کے طور پر کوئی ایسی چیز ہے یا اگر بائبل ہی محض الٰہی سچائی ہے جو انسانی الفاظ کے ساتھ ربط رکھتی ہے؟ لیکن اس فقرے کے لیے ان سوالوں کے ساتھ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ انسانی زبان اور الٰہی زبان کے امتیاز سے، یہ جملہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا کی زبان کسی طرح اُس زبان سے ماہیت کے اعتبار سے مختلف ہے جس میں کلام کو لکھا گیا تھا اور اسی لیے، کلام کے اصل ''الفاظ'' الٰہی نہیں ہیں اور کیونکہ یہ ''انسانی الفاظ ہیں''۔ نتیجہ پھر یہ نکلتا ہے کہ ہم درحقیقت ''خدا کے الفاظ'' کو نہیں رکھتے ہیں۔ یہ نظریہ ضروری طور پر نیو آرتھوڈکس ہے، اور یہ نا تو ریفارمڈ ہے نہ ہی ایونجیلیکل ہے۔ مصنفین کلام کے اسی نظریہ کہ تصدیق کر رہے ہیں کو کیرل بارتھ، ڈیٹرچ بون ہیفر اور دانی ایل فُلر کی جانب سے ہے جو فُلر تھیالوجی سیمری سے تعلق رکھتے تھے۔ درحقیقت، کلام کا یہ نظریہ سخت روی سمیٹری سے پاس شُدہ نہیں ہے، کیونکہ ان لوگوں کے مطابق یہ الفاظ بذاتِ خود خدا کے الفاظ نہیں ہیں، بلکہ ان آدمیوں کے الفاظ سے خدا کی سچائی کے ساتھ ربط پیدا کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں سوچنا چاہیے کہ یہ جملہ بے پرواہ قسم کا ہو، حصہ نمبر 1، پیراگراف نمبر 2 جو کہ ٹی وی ایم کا ہے جو مزید واضح کرتا ہے کہ ''انسانی الفاظ'' سے کیا مراد ہے۔

ہم زور دیتے ہیں کہ سچائی کو کلام کے وسیلہ پہنچایا گیا ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ کلام سرایت کرنے کے طور پر تجویز کردہ ہے، اور کلام کے یہ تمام بیانات مکمل طور پر سچ اور با اختیار رہیں۔ لیکن کلام کی سچائی تجویز کردہ تسلسل میں خالی نہیں ہو سکتے۔ یہ بیان کرنے، استعاراتی اور شاعرانہ طور پر وجود رکھتے ہیں جو خالی ہونے کے طور پر تعلیمی تجویزہ کردہ میں قابلِ مقطر نہیں ہیں، اب یہ خدا کی مرضی کو با ہم پہنچانے ہیں جو ہمیں اُس کی شبیہ میں تبدیل کرتے ہیں۔ (خاص تاکید) یہاں ہم سچائی کے موضوع علم کے لیے اُن کے نظریے کو پاتے ہیں جہاں ہم کلام کی تعلیم کے لیے مندرجہ بالا کو لاگو کرتے ہوئے پرکھ کرتے ہیں۔ یہ موضوعی سچائی جس پر یقین رکھنے کا وہ دعویٰ کرتے ہیں، جو مبہم غیر بیان شُدہ کے ساتھ ربط رکھتا ہے، لیکن مادی حقیقت (یہاں تک کہ یہ تصور خود غیر عقلی ہے) اسے کلام سے وسیلہ بیان کیا گیا ہے۔ اس بیان کے ساتھ فعل پہنچانا ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ دوبارہ، رینڈم ہاؤس ویب سٹران بریجڈ ڈکشنری پہنچانے کو مندرجہ ذیل اصطلاحات میں بیان کرتی ہے: ''جاننا، عطا کرنا یا رابطہ قائم کرنا، کسی ذریعہ سے انتظام کرنا۔'' لہٰذا یہ موضوعی سچائی جو اپنے سے کسی بڑی چیز کے ساتھ ربط رکھتی ہے اس کا کلام کے کسی ذریعے کے ساتھ رابطہ رکھتی ہے۔ اسی لیے، اس امتیاز کو سچائی (یہ کوئی بھی ہو سکتی ہے) اور کلام کے درمیان بنایا گیا ہے۔ اس بیان کے لیے ظاہری الجھاؤ یہ ہے کہ کلام کے ہر الفاظ (جو سی ایس کے مطابق ''انسانی الفاظ'' ہیں) بذاتِ خود الٰہی نہیں ہیں، بلکہ درمیانی ہیں، اور اس لیے، کلام کے الفاظ خدا کے الفاظ نہیں ہیں۔ 21ویں صدی کی تاریخ کی الٰہیات کا کوئی اکیڈمی طالب عالم فوری طور پر یہ پہچان کرلے گا کہ کارل بارتھ اور بائٹرچ بونہفر کے اُن بیانات میں یکسانیت پائی جاتی ہے، ہم 1930 اور 1940 کی دہائیوں کے مشہور نیو آرتھوڈکس کو تفصیل دے بیان کرتے ہیں اور اسی کلام کے ایسے نظریے کے طور پر مانتے ہیں، جو اُنہیں کلام پر ''یقین'' کرنے کے دعویٰ کی اجازت دیتے ہیں جو ایمان کے وسیلہ سے ہے جبکہ ایسی چیزوں کو رد کرتے ہیں جو تخلیق کی لغوی سرگزشت ہے، ایک تاریخی آدم کی، اور یہاں تک کہ تاریخی قیامت کی۔ اب اُنہیں ''نیو آرتھوڈکس'' لوگ کہا گیا تھا۔ جیسے یہ اس بیان کی طرح مبہم ہے، اس طرح یہ پیراگراف کلام کے غیر عقلی اور غیر بائبلی نظریہ کو قائم کرنا جاری رہتا ہے۔

یہ پیراگراف جاری رہتا ہے،''کلام سرایت کرنے کے طور پر تجویز کردہ ہے۔'' امریکن ہیریٹیج کالج ڈکشنری سرایت کو''موجودہ'' ازسرتاپا'' ہونے کے طور پر بیان کرتی ہے۔اسی لیے تجویز کردہ کلام کے موجودہ ازسرتاپا ہیں (لسانی تجویز کردہ بیان کی بیہودگی کا غصہ مت کریں جو ادبیت کے کام کا موجودہ ہے) لیکن یہ بیان اگلے بیان کی تردید کرتا ہے جب یہ بیان کرتا ہے کہ یہ موضوعی سچائی جو کسی چیز کے لیے ربط پیدا کرتی ہے (کون جانتا ہے کہ کیا) اسے تجویز کردہ کے تسلسل میں کمزور نہیں کرسکتا۔لہذا کلام دعووں سے بھرپور ہے،لیکن سارے کلام کو تعلیمی دعووں کے لیے گھٹایا نہیں جا سکتا ہے، کیونکہ''بیان کردہ، استعاراتی اور شاعرانہ ہونے میں وجود رکھتا ہے۔(سوال: کیسے کوئی ایک دعووں کے بغیر تعلیم کو رکھتا ہے؟) وہ جوئی جی سی میں ہے کہ کون اس دستاویز کی تصدیق کرچکا ہے جس کے لیے واپس جانا اور 2 تیمتھیس 16:3 پڑھنا لازمی ہے جہاں پولس رسول نے لکھا''ہر ایک صحیفہ۔۔تربیت کے لیے فائدہ مند ہے''(خاص تاکید) اب مصنفین مکمل طور پر مختلف طور پر ظاہر ہوتے ہیں، پیراگراف ایک مرتبہ پھر دعویٰ کرتا ہے کہ ہم کلام سے اب بھی خدا کی مرضی کے علم کو حاصل کرسکت ہیں یہاں تک کہ اگر اسے دعووں میں نہیں رکھا جا سکتا۔وہ لکھتے ہیں''(ا) (کلام) خدا کی مرضی اور ذہن کو ہمارے لیے پہنچاتا ہے۔۔۔''
سوال: ٹی جی سی قیادت دعویٰ کرتی ہے کہ بائبل دعووں کی حامل ہے، لیکن اس سب کچھ کو دعووں میں سے''مقطر'' کیا جا سکتا ہے (ایک بیان جو غیر منطقی ہے) بہر حال، یہ اب بھی ہمارے ساتھ رابطہ رکھ سکتا ہے۔کیسے پھر یہ موضوع غیر تجویز کردی سچائی ہے جو قیاس کرنے کے طور پر خدا کی طرف سے آتی ہے (حقیقی طور پر بیان کردہ، اگرچہ ہم نہیں جانتے کہ یہ کیا یا کون ہے)؟ سچائی دعووں کی ملکیت ہے، ہم کسی اور طرح سے رابطہ نہیں کرسکتے۔لیکن ان میں سے کوئی بیان بھی ٹی جی سی کے کلام کے نظریہ کے ساتھ بنیادی نہیں ہے۔ان سب مشکوک بیانات کا اہم سبب یہ حقیقت ہے کہ ٹی جی سی کے ماہر الٰہیات غیر مرتبی ہیں یا اُنہوں نے مناسب طور پر لفظ''دعوے'' کے معنی کو عزت نہیں بخشی۔ رینڈم ہاؤس ویبسٹر ان بریجڈ ڈکشنری دعوے کو''ایسے بیان کے طور پر بیان کرتی ہے جس کی کسی طرح تصدیق یا تردید کی گئی ہو، تاکہ اسے سچ یا جھوٹ کے ساتھ منسوب کیا جا سکے۔ یا جیسے گورڈن کلارک بیان کرچکا ہے، کہ دعویٰ'' بیان کیے گئے فقرے کا معنی'' ہے۔یہ تعریف محض مسیحی ایمانداروں کی قبول کردہ تعریف نہیں ہے، بلکہ گزشتہ ہزاروں سالوں کے لیے اس تعریف کو غیر ایماندار مفکرین کے درمیان بھی قبول کیا جاچکا ہے۔درحقیقت، ایسا گزشتہ کئی دہائیوں سے ہوچکا ہے جیسے پوسٹ ماڈرن ازم والے اس زبان کے معنی کو موضوعی گندگی کے ساتھ خالص غیر منطقی بے تکی میں بیان کرچکے ہیں جنہوں نے اس تعریف کو رد کیا۔
ٹی وی اہم کے لیے اس دعوے کا موازنہ:''دعووں کے اس تسلسل میں کلام کی سچائی کو کم نہیں جا سکتا۔یہ تذکراتی، استعاراتی اور شاعری میں وجود رکھتا ہے، اب وہ خدا کے مرضی اور ذہن کو ہمارے لیے ہم پہنچاتے ہیں اور وہ ایسا ہمیں اُس کی شبیہ میں تبدیل ہونے کے لیے کرتے ہیں۔(ٹی وی ایم 1.2، خاص تاکید)۔دھیان سے غور کیجیے، کہ یہ تذکراتی، استعاراتی اور شاعرانہ کے حامی تجویز کردہ رابطے کے تصور کے خلاف ہیں اگر یہ کہا جاتا ہے کہ تذکراتی، استعاراتی اور شاعری فطرتی طور پر تجویز کردہ نہیں ہیں۔یہ تصور مغربی فلسفاتی نظریہ کا نیا تصور ہی نہیں ہے (پوسٹ ماڈرن ازم کا شکریہ) بلکہ بہت اہم طور پر یہ''دعوے'' کی نامعقول اور غیر منطقی تعریف ہے۔ تذکراتی، استعاراتی اور شاعری کی مخالفت میں اس''دعوے'' کو رکھنا اس پیراگراف کے حتمی جزو کو بناتا ہے کہ کیسے خدا کا کلام غیر متکلم طور پر پہنچایا جاتا ہے کیونکہ ایسے جینرس ضروری طور پر تجویز کردہ نہیں ہیں (اگرچہ ہر جینر تجرد پسندانہ طور پر حقیقتوں کو بیان نہیں کرتا، یا یہ اُن منطقی نتائج کو جن کی بنیاد حقیقتوں پر ہو)، ہم کیسے کسی حقیقی معنی یا رابطے کو کلام سے اخذ کرسکتے ہیں۔مختصر یہ کہ، اگر ہم زبان کے حقیقی معنی کو کھوچکے ہیں،تو کیسے کوئی شخص خدا، انسان، گناہ، یسوع مسیح اور نجات کے بارے، اور سب سے بڑھ کر کلام کے ساتھ ذہانت اور منطق میں مبتلا ہوسکتا ہے؟

گورڈن ایچ، کلارک، منطق، (یونیکو، ٹی این: دی ٹرینٹی فاؤنڈیشن، 2004)، 28۔

لوقا 24:25۔27 اور 44۔45 میں، مسیح بائبل کے مختلف جینرس یا اقسام کا حوالہ دیتا ہے (شاعری تحریریں اور قانون) جنہیں وہ''کلام'' یا اور لغوی

ہونے کو" تحریروں" کے طور پر اشارہ کرتا ہے۔ اگرچہ شریع، تاریخی تحریریں، نبوت، اور شاعری قسم، انواع اور انداز میں مختلف ہیں، یسوع ان تینوں قسموں کو اپنے بارے" تحریری" بیانات کے طور پر بیان کرتا ہے، اور اسی لیے، یہ تینوں قسمیں فطرتی طور پر تجویز کردہ ہیں۔ پس خود خداوند یسوع کے اپنے منہ سے، ہم، دیکھتے ہیں کہ کلام تجویز کردہ ہے۔ متی 40:22 کا بھی قیاس کیجیے، جہاں مسیح واحد منطقی جُڑے ہوئے دعوے میں شریعت اور نبیوں کو" مقطر" کرتا ہے: "اِن ہی دو حکموں پر توریت اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے"۔ مزید یہ کہ، یسوع کے پُرانے عہدنامے کا اپنا استعمال 2 تیمتھیس 16:3 میں پولس کے بیان کے ساتھ متفق ہوتا ہے کہ سارا کلام" تربیت کے لیے فائدہ مند ہے"۔ اور پولس کی اپنی تعریف شاعری، نبوت، تاریخ اور شریعت کو شامل کرتی ہے۔ اسی لیے، مسیح کے مطابق اور رسولوں کے مطابق تحریری کلام کی تمام اقسام تعلیمی اقوال کی حامل ہیں جو سچے واحد خدا کو جاننے کا ذریعہ ہیں۔ پھر بائبل منحرف تعلیمات کے بارے کیا کہتی ہے جس میں اس نئی پوسٹ ماڈرن ایونجلکلل تحریک کوئی جی سی کہا گیا ہے؟ بائبل اس کی فضیلت، فوقیت اور اختیار کے متعلق جو ایمان، تعلیم، عمل، عبادت اور حکومت سے متعلقہ ہے بالکل واضح ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباسی حوالوں کی سادگی اور واضح ہونے کو قیاس کیجیے جو ٹی جی سی کے کلام کے نظریہ کے لیے مبہم اور غیر یقینی دلدل میں فرق پیدا کرتے ہیں۔ داؤد بیان کرتا ہے کہ "تُو نے اپنے کلام کو اپنے نام سے زیادہ عظمت دی ہے" (زبور 2:138)۔ قیاس کیے جو خدا روح القدس نے اس آیت میں کہا ہے: خود خدا، جو آسمان کا قادرِ مطلق خدا ہے اپنے کلام کو ہر نام سے زیادہ عظمت دے چُکا ہے! اس کا کیا مطلب ہے؟ ہمیں یہ یاد رکھنا ہے کہ کلام میں خدا کے نام محض شناخت کے لیے القابات ہیں، لیکن یہ زبان دی انداز ہیں جو خدا کے کردار کو بیان کرتے ہیں اور اُن کی حد بندی کرتے ہیں۔ خدا کے اُس نام کا قیاس کیجیے جسے خروج 3 میں عیاں کیا گیا ہے۔ خدا موسیٰ سے کہتا ہے کہ" میں ہوں" (14:3)، خود وجود رکھنے والا خدا، غیر فانی، ابدی، نا قابلِ تبدیل، خالص روح، قادرِ مطلق، نیک، راستباز، پاک، سچا، جلال میں خوبصورت، کردار میں نا قابلِ تغیر اور ابدی محبت کے ساتھ بھرا ہوا۔ خدا اپنے نام کو" میں ہوں جو ہوں" کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ یہ خدا کا نام ہے، اور یہ خدا کا کردار ہے۔ کلام خدا کی شان و شوکت اور بڑے پاک کردار کی تشریحات اور حوالہ جات کے ساتھ بھرا پڑا ہے۔ جتنا زیادہ ہم کلام کو پڑھتے ہیں، اُتنا زیادہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں کوئی دیوتا ہمارے خدا کی مانند نہیں ہے، یہاں کوئی ہمارے خدا سے بڑھ کر نہیں ہے، اور وہ سب سے اعلیٰ و برتر ہے۔ لہذا ہمارے سامنے بیان کے مکمل معنیٰ کا قیاس کیجیے۔ خدا اپنے کلام کے بارے بات کر رہا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ وہ خود اسے اپنے نام سے بڑھ کر عظمت دے چُکا ہے۔ خدا اپنے نام سے بڑھ کر کونسی فضیلت کو یہاں قائم کر رہا ہے؟ پاک کلام، الہامی، بے خطا، اور خدا کا غلطیوں سے پاک کلام کو پیش کر رہا ہے! اگر اپنے کلام کے لیے یہ خود خدا کا اپنا نظریہ ہے، تو کیسے ہمیں اُس کے لوگ ہوتے ہوئے اس کو سرفراز کرنا چاہیے؟ لیکن اس کا خیال کیجیے کہ اس کے علاوہ کلام اپنے بارے کیا کہتا ہے۔ 2 تیمتھیس 16:3 "ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم کے لیے فائدہ مند بھی ہے۔۔۔" یہاں پولس رسول واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ کلام کوئی انسانی ابتدا کی کتاب نہیں ہے۔ سارا کلام خدا کی طرف سے ہے، اور اسی لیے یہ براہ راست خدا کی طرف سے آتا ہے۔ لیکن کیسے خدا نے اپنے کلام کو رسم الخط میں تشکیل دیا جسے پولس اور دیگر مصنفین نے پُرانے اور نئے عہدنامے کے رسم الخط کو لکھا؟ پطرس اپنے دوسرے خط میں درست طریقہ کار کو بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے، "نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے" (2 پطرس 21:1)۔ اِس آیت کا آخری جملے کو لغوی طور پر اس طرح ترجمہ کیا جا سکتا تھا جیسے یہ آدمی" روح القدس کی ہوا کے ساتھ جاری رکھتے تھے یا روح القدس سے کھینچ لیے جاتے تھے جب اُنہوں نے اُس کلام کو لکھا جو اُنہوں نے لکھا۔ یونانی لفظ جسے یہاں استعمال کیا گیا ہے یہ وہی یونانی لفظ ہے جسے اعمال 15:27 میں استعمال کیا گیا ہے جو اُس کشتی کو بیان کرتا ہے جسے ہوا سے کھینچ لیا گیا تھا۔ بالکل جیسے کشتی (جہاز) کو ہوا کے زور کے ساتھ کھینچ لیا گیا تھا (اور اُن نتائج سے، یہ اُس ہوا کے بغیر طاقت نہیں رکھتے تھے) لہذا خدا کے یہ آدمی بات کرتے تھے، اور بعد میں اِسے لکھا جاتا تھا، یہ اُن کی اپنی مرضی یا ڈیزائین کے ساتھ نہیں تھا۔

خدا کا روح القدس ہوا کی مانند اُن میں تحریک پیدا کرتا ہے، اُنہیں آگے دھکیلتا ہے، جو اُنہیں خود خدا کے الفاظ کو تحریر کرنے کا سبب بنتا تھا۔ اور ہم شک نہیں

کرنا چاہیے کہ وہ لکھے ہوئے الفاظ خدا کے الفاظ تھے، دونوں پُرانے اور نئے عہدنامے کے اقتباسات یہ واضح بناتے ہیں کہ یہ عیاں کردہ الفاظ خدا کے الفاظ ہیں:

''میں اُن کے لیے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالونگا ۔۔۔'' (استثناء 18:18)۔

'میں نے اپنے کلام کو تیرے منہ میں ڈالا'' (یسعیاہ 51:16)۔

''۔۔۔اور میری باتیں جو میں نے تیرے منہ میں ڈالی ہیں تیرے منہ سے جاتی نہ رہیں گیں۔۔۔'' (یسعیاہ 59:21)

''دیکھو، میں نے اپنے کلام کو تیرے منہ میں ڈالا ہے'' (یرمیاہ 1:9)

''کیونکہ جسے خدا نے بھیجا ہے وہ خدا کی باتیں کرتا ہے۔۔۔'' (یوحنا 3:34)

''کیونکہ جو کلام تُو نے مجھے پہنچایا وہ میں نے اُنکو پہنچادیا'' (یوحنا 17:8)

''میں نے تیرا کلام اُنہیں پہنچادیا'' (یوحنا 17:14)

خدا روح القدس کے الہامی تحریروں کے متعلق تاکید پر غور کیجیے: اُن سب کا خدا کے الفاظ کے طور پر احترام کیا جاتا ہے۔ خدا کے خیالات نہیں، خدا کے نظریات نہیں، خدا کی غوروفکر نہیں، یہاں تک کہ خدا کے اعمال کے طور پر نہیں، بلکہ الفاظ، دعوے، قوائدی ساختیں، خدا کے منطقی اشکال بھی ہیں مختصر یہ کہ، وہ سب کچھ جو ان کتابوں میں لکھا گیا ہے یہ زندہ خدا کے الفاظ ہیں۔ اور پولس تیمتھیس کو حکم دیتا ہے کہ ''جو صحیح باتیں تُو نے مجھ سے سُنیں اُنکا خاکہ یاد رکھ۔۔۔'' (2 تیمتھیس 1:13)۔ دونوں نیا اور پُرانا عہدنامہ صراحت، سادگی اور اختیار کے ساتھ بیان کرتے ہیں، جو خدا نے کہا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے اور روح کے وسیلہ بات کی تھی، اور اُس نے الفاظ میں بات کی تھی۔ منطقی الفاظ، دعووں کے ساتھ، اور اُس نے سچائی کو اس انداز کے ساتھ آشکارہ کیا تھا۔ انجیلی اتحاد (دی گاسپل کوالیشن) اِس کا مقابلہ نہیں کرتا، یہ سچائی ہے جسے کلیسیا کو حاصل کرنا اور اس پر اپنی تعمیر کرنی ہے۔